سلسلۂ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر
نمبر ۱۰

# فلسفۂ
# ابن عربی

---

حکمت و شرع درین جا بہم آمیختہ اند — نمک و بادہ درین مے کدہ یار افتادہ ست
عقل را نیست سر عربدہ این جا با نقل — پنبہ را آشتی این جا بہ شرار افتادہ است

تالیف

عبد اللہ العمادی

مطبوعہ نول کشور سٹیم پریس لاہور

تعداد ۱۰۰۰ — قیمت ۲

# فہرست مضامین


۳ تمہید
۴ ابن عربی کی ولادت
〃 تعلیم و تربیت
۵ آزاد خیالی
〃 ہجرت اور وفات
۶ تصنیفات
〃 اجتہادات اور رائین
۷ کسی چیز کے فنا ہونے سے مراد یہ ہے
کہ اس کے اجزا منتشر ہو جاتے ہین
〃 آسمان کیا چیز ہے
۸ ستارے فضا مین گردش کرتے ہین
〃 ابتدای آفرینش کی تحقیقات
〃 دنیا لاکھون برس کی ہے
۹ جادو کی حقیقت
۱۰ قبلہ
۱۱ آیت قبلہ کی تفسیر
۱۳ عصمت انبیا
۱۴ پیغمبرونکے اکثر خلاف عقل قصے یہودیون
سے منقول ہین
۱۵ واعظون کی بدلگامی
۱۶ بنی اسرائیل کے غلط افسانے
۱۷ واعظون کے طرز عمل سے عوام
مین گناہ کرنے کی جرأت بڑھتی
ہے
۱۸ کفار کی اولاد کے لئے نماز جنازہ
پڑھنا درست ہے
۱۹ ابن عربی کے متعلق امام ذہبی کی رائے
〃 حسن خاتمہ

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

| | |
|---|---|
| ولولا الاجماع سبقني لم اقل ان التوجه الى الكعبة شرط في صحة الصلاة لان قوله تعالى فاينما تولوا فثم وجه الله نزلت بعد قوله وحيثما كنتم فولوا وجوهكم شطره" فهي اية محكمة غير منسوخة ولكن انعقد الاجماع علے هذا۔[1] | مجھ سے پہلے اگر اجماع نہ ہوچکا ہوتا تو مین یہ نہ کہتا کہ نماز کی صحت کے لئے کعبہ کی طرف رخ کرنا شرط ہے اس لئے کہ یہ آیت "جدھر رخ کرو اُسی طرف خدا کا رخ ہے" اس آیت کے بعد اتری ہے کہ "جہان کہین ہو اسی جانب رخ کر لیا کرو" آیت سابق الذکر محکم اور غیر منسوخ ہے لیکن اجماع اسی دوسری آیت پر منعقد ہے۔ |

اس موقعہ پر یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ مفسرین کو اس آیت کی تفسیر مین بڑا اختلاف ہے۔ قتادہ بن دعامہ سدوسی اس کے شان نزول مین فرماتے ہین کہ نجاشی بادشاہ حبشہ (ابیسینیا) کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کی ہدایت کی، لوگون کو جب اس پر حیرت ہوئی کہ وہ عیسائی تھا اُسکے لیے نماز کیسی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وان من اهل الكتاب من يؤمن بالله - یعنی اہل کتاب مین بھی بعضے اللہ پر ایمان رکھتے ہین، اس پر اعتراض کیا گیا کہ وہ اہل قبلہ سے نہ تھا اور کعبہ کیطرف رخ کرکے نماز نہین پڑھتا تھا خدا نے اس کے جواب مین یہ آیت نازل کی۔ ولله المشرق والمغرب فاينما تولوا فثم وجه الله - اس مقام پر امام رازی فرماتے ہین

| | |
|---|---|
| ومعناها ان الجهات التي يصلي اليها اهل الملل من شرق وغرب | آیت کے معنی یہ ہین کہ غیر مذہب والے مشرق و مغرب وغیرہ جس طرف نماز پڑھتے ہین |

[1] فتوحات مکیہ باب ۶۹۔

| | |
|---|---|
| وما بينهما كلها لي فمن وجه وجهه نحو شيء منها باهري وبريد لي ويبتغي طاعتي وجدني هنالك اي وجد ثوابي فكان في هذا عذر للنجاشي واصحابه الذين ماتوا على استقبالهم المشرق [1] | ہر سمت میری ہی ہے جو شخص کسی طرف سے میرے حکم سے رخ کرے اور مجھی مقصود ٹھہرائے اور میری عبادت کرنا چاہتا ہو تو مجھ کو یعنی میرے ثواب کو اسی سمت پائیگا۔ نجاشی اور اسکے ساتھی جو مشرق کیطرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے اس آیت مین انکی طرف سے عذر کر دیا ہے [1]۔ |

حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کو ناسخ یا منسوخ ماننا ہی غلط ہے اہلکتاب کیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلے بیت المقدس (اورشلیم [2]) کی طرف جس کا رخ مشرق کی سمت واقع ہے نماز پڑھا کرتے تھے، جب کعبہ کو قبلہ بنانیکا حکم ہوا اور یہودیون نے اس پر اعتراض کیا تو اللہ تعالی نے

[1] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۹۳ - [2] بیت المقدس کا اصلی نام اورشلیم ہے جسکو انگریزی مین جروشلم یا یروشلم کہتے ہین - عبرانی زبان مین "او" اور "شہر" کا مرادف ہے اور "شلیم" "صلح وسلامتی" ہے "اورشلیم" "مدینۃ السلام" یعنی صلح وسلامتی کا شہر - اس جگہ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ عبرانی اور عربی مین تھوڑا سا فرق ہے، عربیدان اگر عبری زبان کے قاعدۂ ابدال و اصول اشتقاق سے واقف ہو تو وہ عبری مین بھی مہارت پیدا کر سکتا ہے -

اس لئے کہ اصل مین دونون زبانین ایک ہین "غین" کا لہجہ عبرانی مین "عین" ہے لہذا "غرب" کا تلفظ ان کے یہان "عرب" ہے "سین" کو "شین" پڑھتے ہین اور الفاظ کو "ی" یا "الف" سے امالہ کرکے بولتے ہین، مثلاً سلام کو "سلیم" یا "شلوم" کہین گے، عربی مین خطاب کی ضمیرین "ک" "کم" سے آتی ہین لیکن عبرانی مین اس کا تلفظ "خ" ہے مثلاً "سلام علیکم" کو عبرانی زبان مین "شلوم علیخام" کہینگے عبری مین عربی کی طرح سے اعراب و تنوین بھی نہین ہے، آرین زبانون کی طرح اسکے حروف کے آخر مین بھی اکثر وقف ہوتا ہے

آیت مذکور کے ذریعہ سے ہدایت کی کہ قبلہ کے لئے بیت المقدس یعنی مشرقی سمت کی کوئی تخصیص نہین، مشرق و مغرب سب خدا کے ہین کعبہ کو قبلہ بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اگر کچھ لوگ مشرق کیطرف رخ کرکے نماز پڑھتے اور کچھ لوگ مغرب کیطرف تو اسمین جامعہ اسلام کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا اسلام کا بڑا مقصد یہ ہے کہ دین و دنیا کے تمام اہم امور مین مسلمانون کی طرز روش یکسان نظر آئے اس کے لئے کسی خاص قبلہ کے مقرر کرنے کی ضرورت تھی جس کے واسطے کعبہ شریفہ سے زیادہ کوئی اور مقام موزون ہو سکتا ہی نہ تھا۔

**عصمت انبیا** قرآن پاک مین پیغمبران بنی اسرائیل کے جو واقعات اللہ تعالی نے عبرت کیلئے بیان فرمائے ہین انکی صحت مین کسی مسلمان کو کلام نہین ہو سکتا لیکن مشکل یہ ہے کہ ان معصوم بندگان خدا کی نسبت یہودیون کی قومی روایتون مین ایسے شرمناک افسانے مشہور تھے کہ اگر ان کو تسلیم کرلیا جائے تو دامن عصمت کی دھجیان اڑی جاتی ہین تاہم قدیم مفسرون نے کسی وجہ سے تفسیرون مین ان بے سروپا روایتون کے درج کرنے سے بھی چشم پوشی نہین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملحدون نے قرآن مین طرح طرح کے شبہات پیدا کرنے شروع کئے تفسیرون کا اعتبار کم ہوگیا اور محدثین جرح کرنے لگے حتی کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے صاف لفظون مین کہدیا کہ: التفاسیر لیس لہا اصل یعنی اس قسم کی تفسیرین بالکل بے اصل ہین۔ ابن عربی پہلا شخص ہے جس نے اس الزام کے اٹھانے مین غیر معمولی کوشش کی مسئلہ عصمت انبیا پر روشنی ڈالی اور قصص القرآن کو اسرائیلیات سے علحدہ کرکے مسلمانون کو بتادیا کہ حوض کوثر کو واٹر ورکس سے مدد لینے کی ضرورت نہین فتوحات مکیہ مین اس موضوع پر کافی بحث کرنیکے بعد لکھتے ہین۔

| | |
|---|---|
| اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ان خرافات سے | وستدعلم تنزیہ الانبیاء عما نسب الیہم |

المفسرون من الطامات مما لم یجئ
فی کتاب اللہ وھم یزعمون انھم قد
فسروا کلام اللہ فیما اخبر بہ عنہم نسأل
اللہ العصمۃ فی القول والعمل فلقد
جاؤا فی ذلک باکبر الکبائر کمسئلۃ
ابراھیم الخلیل ؑ وما نسبوا الیہ من
الشک وما نظروا فی قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نحن اولی بالشک
من ابراھیم فان ابراھیم ؑ ما شک
فی احیاء الموتی ولکن لما علم ان
لاحیاء الموتی وجوھا مختلفۃ لم یدر
بای وجہ منہا یکون احیاء الموتی
وھو مجبول علی طلب العلم
فعین اللہ لہ وجہا من تلک
الوجوہ حتی سکن اللہ قلبہ فعلم
کیف یحیی اللہ الموتی ـ وکذلک

قصۃ یوسف

ولوط وموسی

وداؤد علی جمیعہم افضل الصلوٰۃ والسلام

جن کو مفسرین اُن سے منسوب کرتے ہیں مُبرا
ہیں، کلام اللہ میں اُنکا کہیں پتہ نہیں مفسرین
کا گمان ہے کہ پیغمبروں کے متعلق جن قصوں
سے وہ کلام اللہ کی تفسیر کرتے ہیں اُنکی خبر خدا
نے دی ہے، اللہ بدگوئی و بدکاری سے بچائے
یہ لوگ اس بارہ میں بڑا سخت گناہ کر رہے ہیں
مثلاً حضرت ابراہیم کا واقعہ اور اُنکی طرف شک
کی نسبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد
کو نہیں دیکھتے کہ: ہم کو ابراہیم سے زیادہ شک
کا حق ہے اس لئے کہ ابراہیم نے مردہ زندہ
کرنے میں شک نہیں کیا تھا بلکہ جب انہیں
معلوم ہوا کہ مُردوں کے زندہ کرنیکی مختلف
صورتیں ہیں تو یہ نہ سمجھ سکے کہ احیائے موتی کیونکر
ہوگا، طلب علم اُنکی فطرت میں داخل تھا آخر
خدا نے اُن صورتوں میں سے ایک صورت
اُن کے لئے متعین کردی جس سے اُن کے
دلکو تسکین ہوگئی اور جان لیا کہ اللہ کیونکر
مردوں کو زندہ کریگا ـ اسی طرح حضرت یوسف
و حضرت لوط و حضرت موسیٰ و حضرت داؤد

وکذلک ما نسبوہ فی قصۃ سلیمانؑ الی الملکین، وکل ذلک نقلوہ عن الیھود واستحلوا عرض الانبیاء بما ذکرتہ الیھود وملاؤا کتبھم فی تفسیر القرآن العزیز بذلک وما فی ذلک نصٌّ فی کتاب اللہ ولا فی سنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ یعصمنا من غلطات الافکار والاقوال۔

(فتوحات مکیہ باب ۳۷۲)

کے قصے اور حضرت سلیمان کے قصے مین دونون فرشتون (ہاروت ماروت) سے جو باتین منسوب کی ہین سب یہودیون سے منقول ہین۔ یہودیون کے بیانات سے پیغمبرون کے ننگ و ناموس پر حملہ کرنا جائز بنا لیا ہے اور قرآن کی تفسیر مین اپنی کتابون کو انہین باتون سے بھر رکھا ہے حالانکہ اس بارہ مین نہ تو کلام اللہ مین کہین تذکرہ ہے اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین خدا ہم لوگون کو غلط رائی و غلط گوئی سے محفوظ رکھے۔

**واعظ غیر متعظ** ایک دوسرے مقام پر واعظون کے، جن کو اہل علم کی اصطلاح مین قصاص یعنی افسانہ گو کہتے ہین، مفاسد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین :۔

ینبغی للواعظ ان یراقب اللہ تعالیٰ فی انبیائہ وملائکتہ ویستحیی من اللہ عزوجل ویجتنب الطامات فی وعظہ کالقول فی ذات اللہ بالفکر والکلام علی مقامات الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام

واعظ کو چاہئے کہ پیغمبرون اور فرشتون کے بارہ مین احتیاط رکھے، خدا سے شرمائے اور وعظ مین خرافات سے پرہیز کرے، مثلاً خدا کی ذات پاک مین فکر کرنا اور با وجود نا قابلیت کے مقامات انبیا مین کلام کرنا، کہ پیغمبرون کی لغزشون مین، جیسا کہ ہمین عام لوگون کی نسبت لغزشون

من غير ان يكون وارثا لهم فلا نتكلم
قط على زلاتهم بحسب ما يتبادر الى
اذهان الناس بالقياس الى غيرهم
فان الله تعالى قد اثنى على الانبياء
احسن الثناء بعد ان اصطفاهم
من جميع خلقه فكيف يستحل عرضهم
بما ذكره المورخون عن اليهود - ثم
ان الداهية العظمى جعلهم ذلك
تفسير الكلام الله تعالى - وفي تفسيرهم
قال المفسرون في قصة داود انه نظر
الى امرأة اوريا فاعجبته فارسله في غزاة
ليموت فياخذها - وكقولهم في
يوسف على نبينا وعليه الصلوة والسلام
انه هم بالمعصية وان الانبياء لم
يعصموا عن مثل ذلك - وكقولهم
في قصة لوط لو ان لي بكم قوة او اوى
الى ركن شديد العجر والبجر ونحو ذلك
ويعتمدون على تاويلات فاسدة
واحاديث واهية نقلت عن قوم

کا اندازہ کرتے ہوئے خیال گزرتا ہے نہ بولنا
چاہیے اس لئے کہ اللہ تعالی نے پیغمبرون
کی بڑی تعریف کی ہے اور ان کو تمام خلق
سے برگزیدہ کیا ہے پس مورخین کے
بیان پر جو یہودیون سے ماخوذ ہے کیونکر
ان کو بدنام کرنا جائز ہو سکتا ہے بڑی مصیبت
یہ ہے کہ انہین باتون کو کلام اللہ کی تفسیر قرار
دیتے ہین - حضرت داود ع کے قصے مین مفسرین
کہتے ہین کہ اوریا کی عورت اونہون نے دیکھ
لی تھی جو انھین بھلی معلوم ہوئی اسی لیئے
اوریا کو اونھون نے ایک لڑائی مین بھیجدیا
کہ وہ مر جائے تو اسکی عورت کو لیلین -
حضرت یوسف ع کے قصے مین کہتے ہین کہ
اونھون نے گناہ کرنے کا قصد کیا اور پیغمبر
بھی اس سے معصوم نہین - حضرت لوط
کے قصے مین "او لو ان لی بکم قوۃ او اوی
الی رکن شدید" مین طرح طرح کے خرافات
پیدا کیئے ہین - ہمیشہ غلط تاویلون اور
بے اصل حدیثون پر اعتماد کرتے ہین جنھون

قالوا فی الله ما قالوا من البهتان
والزور، فمن اورد مثل ذالک فی
مجلسه من الوعاظ مقته الله و
الانبیآء والملٰئکة لکونه جعل
دهلیزا و مهادا لمن فی قلبه زیغ
یدخل منه الی ارتکاب المعاصی
ویحتج بما سمعه منه فی حق الانبیآء
ویقول اذا کان الانبیاء وقعوا فی
مثل ذٰلک فمن اکون انا وحاشی
الانبیآء کلهم عن ذٰلک الذی فهم
هذا الواعظ فوالله لقد افسد الواعظ
الامّة وعلیه وزر کلّ من کان سببا
لاستهانته بما وقع فیه من المعاصی
ولکنه قد ورد بانه لا تقوم الساعة
حتی یصعد الشیطان علی کرسی
الوعظ ویعظ الناس » وهٰؤلاء من
جنوده الذین یتقدمونه[1]

نے اللہ تعالی کی شان مین فریب اور
بہتان باندہے ہین، جس واعظ نے کہ مجلس
وعظ مین اس قسم کی باتین بیان کین خدا
و پیغمبر اور فرشتے اُس پر لعنت کرینگے اِس لئے
کہ جنکے دل مین شبہات ہون اُن کے لئے
گناہ کرنے کا وہ ایک ذریعہ پیدا کرتا ہے کہ
کہ پیغمبرون کے جو قصّے اوس سے سُنے ہون
اُن کو حجت بنا کر وہ کہہ سکتا ہے کہ جب پیغمبر
ایسے گناہون مین مبتلا ہوئے تو مین کون ہون
استغفر اللہ، تمام انبیا ان باتون سے جو
ان واعظون نے سمجھ رکھی ہین مبرّا اور منزّہ ہین
خدا کی قسم واعظون نے قوم کو بگاڑ رکھا ہے
پیغمبرون کی اہانت کا سبب جو ہوگا اور اُسکے
ذریعہ سے گناہ مین پڑیگا اُن سب کا گناہ
انہین واعظون کے سر ہے۔ حدیث مین ہے کہ جب تک
ممبر پر چڑہکر لوگون کو شیطان وعظ نہ سنائیگا
اسوقت تک قیامت نہ آئیگی یہ واعظین شیطان
کے مقدمۃ الجیش ہین۔[1]

[1] فتوحات مکیہ باب ۱۲۴۔

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

**کافر کیلئے نماز جنازہ پڑھنا درست ہے**

اس امر پر عام اجماع ہے کہ کسی کافر کے لئے نماز جنازہ پڑھنا یا مغفرت کی دعا مانگنا مسلمانون کو مناسب نہین ہے، چنانچہ خود قرآن شریف مین اسکی تصریح موجود ہے۔ اس مسالہ کی بنا کسی مذہبی تعصب پر نہ تھی لیکن فقہائے زمانہ کی طرز روش نے اس کو بنائے تعصب قرار دیا اور اس مین بہت سی شاخین لگائی گئین ابن عربی نے اس کے متعلق فتوحات مین نہایت معقول بحث کی ہے اور اس ممانعت کی ضرورت ثابت کر کے بتایا ہے کہ کفار و مشرکین کی اولاد جو سن تمیز کو نہ پہونچی ہو اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ لکھتے ہین :-

الذی اقول به فی الاطفال المسبیین من اهل الحرب اذا ماتوا ولم یحصل منهم تمییز ولا عقل انه یصلی علیهم ×× لان الطفل کان مرحوما والصلاۃ رحمة فالطفل یصلی علیه اذا مات بکل وجه[1]

اہل حرب کے جو لڑکے پکڑ کر آئین اور بے تمیزی و بے عقلی کی عمر مین مرجائین انکی نسبت میرا یہ قول ہے کہ ان پر نماز پڑھنی چاہئے ×× اسلئے کہ قابل رحم ہوتے ہین، اور نماز خود رحمت ہے، لہذا لڑکے کسی طرح پر مرین ان پر نماز پڑھنی چاہئے[1]

اس بے تعصبی کی وقعت کا اندازہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ یہ حکم سلطنت کے طرز عمل کے سخت خلاف تھا اس لیئے کہ موحدین کی عادت تھی کہ قیدیون کو خواہ کسی حیثیت اور رتبے کے ہون فوراً قتل کر ڈالتے تھے[2]

[1] علوم الشیخ الاکبر، صفحہ ۸۳۔

[2] تاریخ ابن خلکان۔ مجلد ۲ صفحہ ۳۲۷۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سائنس نے ہمکو بتایا ہی کہ قوتین معدوم نہین ہوتین، مختلف ہیاتون مین
اُنکی صورتین بدلتی رہتی ہین، وہ گوناگون مظاہر مین پوشیدہ ہین اور جہان کوئی
مؤثر تحریک ہوئی کہ اُبل پڑتی ہین - فضا مین اگر تم زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارو تو
ہوا کی بیشمار موجین تم کو گھیر لینگی اور اندرونی طور سے ایک حرارت پیدا ہو کر خارج
مین اثر پیدا کریگی - یہ قوت بہی متعدد قوتون کا نتیجہ ہے جن کا مختلف استحالون کے
بعد برق، حرارت، روشنی، وغیرہ قدرتی مظہرون مین ظہور ہوتا ہے - ذرہ سے تو
بظاہر غیر متحرک لیکن تحریک سے خالی نہین، قریب کی چیزون مین وہ بھی کچھ نہ کچھ
اثر ڈالتا ہے اور دوسرے ذرات کو جذب کرنے یا خود منجذب ہو جانے سے دنیا کو
سبق دیتا ہے کہ ذرہ برابر قوت سے بھی کام لینا بے اثر نہین ہوتا - انھین ذرات
جاذبہ و منجذبہ سے عالم مادیات کی ترکیب ہے اور کچھ تعجب نہین کہ اخلاقی دنیا
کا بھی یہی رنگ ہو -

اخلاقی دنیا بھی جذب و انجذاب اور فعل و انفعال سے خالی نہین - تم نے
ایک کام کیا اور خواہ تمہاری غرض نہ ہو لیکن دوسرون پر اُس کا اچھا یا برا اثر ضرور
پڑیگا - افعال، خیالات، اور رائین گویا بہتی ہوئی نہرین ہین جن کا اثر کنارہ کی
ہر چیز پر پڑتا ہے لیکن یہ ضرور نہین کہ نتیجہ بھی فوراً نکل آئے - ابن عربی - نے

ابن عربی کی غیر معمولی آزادی پر مذہبی طبقہ سخت برافروختہ تھا اور اب بھی ہے، لیکن تعجب یہ ہے کہ بعض سخت گیر محدثین نہ صرف اُنکی جانبداری کرتے ہین بلکہ اُنکی ولایت کے قایل ہین - امام ذہبی علم رجال کی مشہور کتاب میزان الاعتدال مین فرماتے ہین

| | |
|---|---|
| انہ کان عالماً بالاثار والسنن قوی المشارکۃ فی العلوم وقولی انا فیہ انہ یجوز ان یکون من اولیاء اللہ الذین اجتذبھم الحق الی جنابہ عند الموت وختم بالحسنی[1] | ابن عربی آثار واحادیث کے عالم تھے اور علوم مین اُنھین محکم دستگاہ حاصل تھی - میرا قول اُنکی نسبت یہ ہے کہ کچھ عجب نہین وہ اُن اولیاء اللہ سے ہون جن کو مرتے وقت جاذبہ الٰہی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور انکا خاتمہ بخیر ہوتا ہے |

خاتمۂ کلام مین ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہین کہ جس طرح ابن عربی کی کتابون کے مطلب سمجھنے مین اکثرون سے غلط فہمیان ہوتی ہین خود ابن عربی نے بھی غلطیان کی ہین اور بہت سی دور از کار باتین لکھی ہین، مثلاً ایمان فرعون کے متعلق ان کا استدلال بالکل مخدوش ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ بقول ایک فلاسفر شاعر کے، اس سے اُن کی اعلےٰ درجہ کی انسانی ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے کہ:-

پھر گئے خلد مین آدم مگر ابلیس تو جائے　　نہ بُرا سوچ کسی کا کہ بُرا ہوتا ہے

---

[1] میزان الاعتدال - مجلد ۳ - صفحہ ۲۳۰ -

# وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

مسلمانون مین قومیت کی روح پھونکنے اور اُن کو متمدن اقوام کے درجہ مین لانے کے لیے بڑی ضرورت ہے کہ مفید اسلامی لٹریچر کی کافی اشاعت ہو اور ملک مین غیر معمولی طرز پر اس کو رواج دیا جاے قوم کی اس اہم ضرورت کا پورا کرنا وکیل ٹریڈنگ کمپنی کا خاص مقصد ہے اسلام مین ابتداءً اس قسم کی کمپنی مشترکہ سیراف مین قائم ہوئی تھی اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اس کو نہایت فروغ تھا وکیل ٹریڈنگ کمپنی کے لیے اُس کی متابعت ایک فال نیک ہے کمپنی کا راس المال ایک لاکھ روپیہ ہے اور دو ہزار حصص پہ منقسم ہے ہر حصہ کی قیمت پچاس روپیہ ہے قوم کا ہر فرد اس کا ممبر ہو سکتا ہے درخواست ممبری کے ساتھ پانچ روپیہ درخواست منظور ہونے پر دس روپے اور باقی روپیہ مختلف قسطون مین حسب ضرورت وصول کیا جاتا ہے اغراض و مقاصد حسب ذیل

(۱) اسلامی لٹریچر کی اشاعت (۲) تالیف تصنیف اور ترجمہ کے ذریعہ سے قوم مین علمی مذاق کی توسیع (۳) اردو فارسی عربی انگریزی کتابون اور اسٹیشنری مشینری ٹائپ و کاغذ وغیرہ کی تجارت۔ منافع تقریباً دس روپے فیصدی +

کمپنی کے صیغہ دار الاشاعت (بک ڈپو) مین موضوع اور لٹریچر کے لحاظ سے ہر علم و فن کی مفید و منتخب کتابون کا ذخیرہ فراہم رہتا ہے جس کی غایت اصلی یہ ہے کہ ملک مین عمدہ و قابل قدر و فائدہ بخش کتابون کے مطالعہ کا مذاق وسیع ہو اور مضر کتابون کے مہلک اثر سے اہل ملک بچایا جاوے۔ فرمائشون پر فوراً عملدرآمد ہوتا ہے اور ہر امر مین تدین اور کفائت کا لحاظ رہتا ہے مفصل فہرست قابل دید ہے جو طلب کرنے پر روانہ ہوگی +

المشتہر مینیجر وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر (پنجاب)

ساتوین صدی میں علم تصوف کی اصلاح کے لیئے جو کوششیں کی تھین اور جو صوفیانہ خیالات ظاہر کئے تھے آج سینکڑوں برس کے بعد علمی دُنیا سے اُن کی داد مل رہی ہے۔ کچھ ابن عربی پر موقوف نہیں، قانون قدرت یون ہی جاری ہے پہاڑون سے جو پانی گرتا ہے اُسمین بذاتہ روشنی نہین ہوتی، وہ دولاب مین آتا ہے اور مختلف آلات اُس کے ذریعہ سے چلتے ہیں جن سے برق اور غاز (گیس) کی تولید ہو کر دُنیا مین وہ روشنی پھیل جاتی ہے جس کو ایک زمانہ مین ابن عربی کی روشن خیالی سے مدد ملی تھی۔

**ابن عربی کی ولادت** ہمکو اس مقام پر قونون کے تغیرات کا فلسفہ نہیں بتانا ہے بلکہ ابن عربی کی لائف لکھنا ہے۔ ابن عربی کا اصلی نام محمد تھا۔ سلسلہ نسب حاتم طائی سے ملتا تھا ۵۶۰ھ مین اسپانیہ کے مشہور شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے اُن کے والد علی بن محمد الحاتمی ایک شریف بزرگ تھے اور اپنے شہر مین سربرآوردہ مانے جاتے تھے۔ اِس لیئے ہوش سنبھالنے پر ابن عربی کو موقع ملا کہ اُس وقت کی بہترین علمی صحبتوں سے فائدہ اُٹھائین۔

**تعلیم و تربیت** ابن عربی نے تعلیم کے ابتدائی مراحل تو اپنے شہر ہی میں طے کر لیئے تھے لیکن کچھ روز کے بعد تکمیل کی غرض سے اُنکو اشبیلیہ جانا پڑا اور پھر جب اُنکی توسیع معلومات کے لئے وہان کی علمی سوسائٹی بھی کافی ثابت نہ ہوئی تو مختلف مقامات کا دورہ کر کے ابوالحسن بن ہذیل سے علوم و فنون کی تکمیل کی اور اُنھین سے حدیث کی سند بھی لی[1]۔ یہ وہ زمانہ تھا

[1] میزان الاعتدال۔ مجلد دوم صفحہ ۲۲۳۔

جب کہ اندلس میں سلطنت موحدین قائم تھی۔ یورپ میں خاندان عبدالمومن کی شجاعت و بہادری کے سکے بیٹھے ہوئے تھے اور ملکی فتوحات کے ساتھ علمی مشاغل کی دلچسپی بھی دوش بدوش تھی۔ اہل علم کو حکم تھا کہ مذہب میں کسی امام کی تقلید نہ کریں اور اجتہادی مسائل میں آزادی سے رائے دیں[51]۔ اندلس کی سرزمین معقولات کیلئے مناسب تو نہ تھی۔ لیکن اب وہاں بھی فلسفہ کا چرچا ہو چلا تھا۔ بادشاہ وقت امیر یوسف خود بھی حکیمانہ مزاج کا ایک فلاسفر بادشاہ تھا۔ اور فقہا کی طبیعتیں بھی جمود اور تقلید کی بندشوں سے آزاد ہو چلی تھیں[52]۔

## آزاد خیالی

یہ باتیں ابن عربی ایسے روشن دماغ شخص کو آزاد خیال بنانے کے لیئے کافی تھیں۔ لیکن یہ وہ آزادی نہ تھی جو مسائل فقہیہ کی موشگافی تک محدود رہ جاتی، نہیں، بلکہ مذہب کے تمام اصول و فروع پر یہ حاوی ہو گئی، اور اب ابن عربی بجائے ایک مرتاض و باعمل عالم کے فقہائے زمانہ کو ایک ملحد نظر آنے لگے، زوروں کے ساتھ تکفیر شروع ہو گئی اور اس وقت سے آج تک سیکڑوں علما اُن کو خارج از اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

## ہجرت اور موت

۵۹۸ھ میں بعہد سلطنت امیر یعقوب، اندلس کو خیرباد کہکر ہجرت کرنا پڑی، سکونت کیلئے ابن عربی نے دمشق کو انتخاب کیا جو اُس زمانہ میں اپنے پر فضا منظر اور مشہور عالم سیرگاہ غوطہ کی وجہ سے

---

[51] ابن خلکان مجلد دوم صفحہ ۳۲۸۔

[52] ابن خلکان صفحہ ۳۷۳۔

جنت الشام کے نام سے مشہور تھا یہ شہر ان کو بہت محبوب تھا - اور ۴۰ برس یہان پر بسر کرنے کے بعد ۶۳۸ھ میں وفات پائی اور سفح قاسیون مین مدفون ہوئے - اکثر بزرگان شام ان کے معتقد تھے - اور ملک الظاہر فرمانروائے حلب نے اُن سے حدیث کی سند بھی لی تھی[1] -

## تصنیفات

ابن عربی نے بہت سی کتابین لکھی تھین اور سب مین انکا اجتہادی رنگ غالب ہے علامہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے اُن کے مصنفات کی تعداد ۴۰۰ سے زائد بتائی ہے لیکن ہم ذیل کی صرف چند کتابون پر اکتفا کرتے ہین تفسیر کبیر (یہ صرف وعلمناہ من لدنا علما تک کی تفسیر ہے اور بقول مصنف الیواقیت والجواہر ۹۵ جلدون مین ہے) تفسیر صغیر (یہ تفسیر محققین کے طرز پر آٹھ جلدون مین ہے) الریاض الفردوسیہ (اسمین احادیث قدسی جمع کیئے ہین) الجمع والتفصیل (قرآن شریف کے حقائق مین ہے) جذوۃ المقتبس کشف المعنی (اسمای حسنے کی تفسیر کی ہے) - مواقع النجوم اسرار العلوم فتوحات مکیہ فتوحات مدنیہ (یہ صرف دس ورقون کا رسالہ ہی) فصوص الحکم - ان سب مین فصوص الحکم و فتوحات مکیہ کے علاوہ اور کتابین ہماری موضوع سے خارج ہین - فتوحات کا خلاصہ ۱۸۷۰ء مین فرانسیسی زبان مین بھی شائع ہوا تھا[2][3] -

## اجتہادات اور رائین

ابن عربی کی تمام رایون پر ریمارک کرنا ایک مشکل کام ہے اور نہ ایک رسالہ مین اسکا استقصا ہو سکتا

---

[1] الیواقیت والجواہر حصہ اول صفحہ ۸ - [2] یہ تفصیل الروض المزہر سے ماخوذ ہے ۱۲

[3] التقدم نمبر ۶ سنہ ۱۹۰۰ء

ہے لیکن مالا یدرک کلہ لایترک کلہ چند باتین بطور نمونہ عرض ہین :-

**فنا سے تفرق اجزا مراد ہے** متکلمین کا عام دعوی ہے کہ عالم مین جتنی چیزین ہین سب معدوم ہونیوالی ہین ، اور اسکی تائید مین قرآن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہین کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اس استدلال مین مادہ پرستون نے کئی طرح کے شبہات پیدا کر رکھے تھے جن کا تفصیلی تذکرہ امام رازی نے کیا ہے[1] فرض کرو ایک برتن مین پانی تھا مگر اب حرارت کی وجہ سے ہوا مین جذب ہوگیا- تو اسکو پانی کا معدوم ہونا کہین گے ، صرف اجزا متفرق ہوگئے ہین ابن عربی نے اس مسالہ کو یون حل کیا ہے کہ "وجہ" مین ضمیر "شے" کیجانب راجع ہے خدا کی جانب نہین ہے ، یعنی ہلاک تو ہر چیز ہوجائیگی لیکن اصل چیز معدوم نہ ہوگی ابن عربی کے خاص الفاظ یہ ہین :-

| | |
|---|---|
| المراد فی قوله تعالی کل شیٔ هالك الا وجهه ذلك الشیٔ فانه لا یفنی ولیس المراد به وجه تعالی فان ذلك لا یحتاج الی التنبیه[2] | اس آیت مین کہ ہر چیز کو فنا ہے مگر اُس کے مونھ کو خود اسی چیز کا مونھ مراد ہے کیونکہ وہ فانی نہین ہے خدا کا مونھ مراد نہین ہو اس لیے کہ اُسکے واسطے متنبہ کرنے کی ضرورت نہ تھی |

میرے نزدیک یہ رائے زیادہ زور دار نہین ہے

**افلاک** کو حکماے یونان جاندار و ذی روح سمجھتے تھے اور اُن کی تقلید مین فلاسفہ اسلام بھی اسی کے قائل تھے مسلمانون مین مذہبی گروہ نے ہمیشہ اس سے انکار کیا اور ضحاک بن مزاحم الہلالی نے تو صاف طور سے تصریح کردی کہ آسمان

[1] تفسیر کبیر مجلد ششم ۶۳۴ و ۶۳۵ - [2] علوم الشیخ الاکبر صفحہ ۳۴

کوئی علیحدہ چیز نہین ہو وہ صرف ستارون کا مدار ہے" لیکن ابھی اس مسئلہ کی تحقیقات باقی تہی کہ ستارے کہان حرکت کرتے ہین - ابن عربی نے جن لفظون مین اپنی رائے ظاہر کی ہے وہ گویا وجود افلاک کے انکار کا پیش خیمہ ہین - فرماتے ہین :-

| | |
|---|---|
| انہ قد اتضح لي بالکشف ان الکواکب تدور فی هذا الفضاء وان ما علیہ الفلکیون فی ما قالوا غلط [1] | مجھے تحقیقات سے منکشف ہوا کہ ستارے فضا مین حرکت کرتے ہین اور آج کل علمائے علم ہیات فلکی کی جو رائے ہے، وہ غلط ہے [1] |

## ابتدائے آفرینش

عام اعتقاد ہے کہ عالم کی آفرینش دفعۃً ہوئی، پہلے پہل خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، انہین سے نوع انسان جاری ہوئی اور وہی ابو البشر ہین - اس رائے کی صحت پر خواہ کتنا ہی زور دیا جائے لیکن مسائل ارتقا کے اصول اگر صحیح ہین تو اسکا ثبوت بہت مشکل ہے ابن عربی کے نزدیک عالم کو پیدا ہوئے کئی لاکھ برس ہوتے ہین، مدتون کے بعد ہیأت موجودہ تک اس نے ترقی کی ہے - حضرت آدمؑ کے قبل بھی دنیا بدستور موجود تھی اور لوگ آباد تھے فتوحات مکیہ مین اسکی مفصل بحث کی ہے، یہان ہم چند فقرون کا اقتباس درج کرتے ہین

| | |
|---|---|
| لم یبلغنا ان احدا اعرف مدة خلق العالم علی التحدید، لم یزل الحق تعالی خالقا ولا یزال دنیا وآخرة، | ہمکو نہین معلوم ہے کہ کوئی آفرینش عالم کی حد دریافت کرسکا ہو، خدا ہمیشہ سے خالق تہا اور دنیا و آخرت بھی یون ہی رہینگی، [2] |

[1] تفسیر کبیر مجلد ۲ صفحہ ۱۴۹ [2] فتوحات مکیہ ۱۲

| | |
|---|---|
| من اشراط الساعة وجود ابیکم آدم الاقرب (علیہ السلام) | تمہارے ان آخری آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا ہی قیامت کی علامت ہے |
| قد اکمل اللہ تعالی خلق المولدات من الجمادات والنباتات والحیوانات عند انتہاء احد وسبعین الف سنة من خلق العالم الطبیعی ، | اللہ تعالی نے موجودات عالم کی تکمیل جمادات ونباتات وحیوانات سب کو ملا کر عالم طبیعی کی آفرینش کے ۷۱ ہزار برس بعد کی |
| خلق اللہ مائتی الف آدم[۵۱] | خدا نے دو لاکھ (یعنی بہت سے) آدم پیدا کئے |

لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ عالم کی قدامت اور ازلیت کے قائل تھے انھوں نے فتوحات باب ۱۹۲ مین حدوث عالم پر متعدد دلیلین پیش کی ہین۔ ناظرین اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائین۔

سحر کے متعلق قدیم سے یہ خیال چلا آتا ہے کہ چیزون کی حقیقتین اُس سے بدل سکتی ہین لیکن دقت یہ تھی کہ اس اعتقاد کی بنا پر سائنس کی تمام مسلمات سے انکار کرنا پڑتا تھا اور سحر و اعجاز مین کوئی مابہ الامتیاز نہین رہ جاتا تھا۔ اسلام مین اس خیال کی ابتدا یہودیون سے ہوئی اس لئے کہ بنی اسرائیل عموماً سحر کے قائل تھے اور خود تورات مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ مین ہے کہ لکڑیان اژدہا ہوگئین، حکمائے اسلام نے اس وہم کی تردید کر کے ثابت کیا کہ سحر ایک قسم کی تخییل وشعبدہ کا نام ہے۔ قرآن مین ہے "یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ" یعنی ساحرون کی لطیف حکمت عملی[۵۲] سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دوڑ رہا ہے ایک اور آیت مین ہے

[۵۱] فتوحات مکیہ باب ۳۹۰ و ۳۶۷ و ۷۔ [۵۲] سحر کے لغوی معنی لطیف حکمت عملی کے ہین

سحروا اعین الناس واسترھبوھم" یعنی نظر بندی کر کے لوگون کو ڈرا دیا۔

ابن عربی لکھتے ہین :۔

السحر ماخوذ من السحر وھو ما بین الفجر الاول والفجر الثانی و حقیقتہ اختلاط الضوء والظلمۃ فما ھو لیل لما خالطہ من ضوء الصبح ولا ھو نہار لعدم طلوع الشمس للابصار فکذلک ما فعلہ السحرۃ ما ھو باطل محقق فیکون لہ عدم وما ھو حق محض فیکون لہ وجود فی عینہ فانہ لیس ھو فی نفسہ کما تشھد العین وتظنہ الرائی[۵۱]

لفظ سحر ماخوذ ہے سَحَر سے جو صبح کاذب و صبح صادق کے درمیانی وقت کو کہتے ہین اسکی حقیقت یہ ہے کہ روشنی تاریکی سے ملی ہوتی ہے نہ تو وہ رات ہے اسلئے کہ صبح کی روشنی آمیز ملی ہے اور نہ دن ہے اس لئے کہ آفتاب نہین نکلا ہے، اسی طرح ساحرون کے افعال نہ تو بالکل باطل ہین کہ معدوم سمجھے جائین اور نہ حق ہین کہ بعینہٖ اُن کا وجود تسلیم کرنا پڑے اسلئے کہ واقع مین وہی نہین ہوتا جو ناظرین کو نظر آتا ہے[۵۱]۔

ابن عربی نے تو بین بین کی روش اختیار کی ہے لیکن بقول علامہ عینی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تو سحر کی حقیقت ہی سے انکار ہے[۵۲]

**قبلہ** کعبہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے پر تمام اسلامی فرقون کو اتفاق ہے لیکن ابن عربی کی آزاد خیالی نے اس سے بھی اختلاف کرنا چاہا اس لئے کہ جب خدا ہر جگہ ہے تو اس کے لئے ایک خاص سمت مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ فرماتے ہین :۔

---

۵۱ ملاحظہ ہو فتوحات مکیہ باب ۴۸۰ و ۱۶۲ ۵۲ عینی شرح صحیح بخاری مجلد ۱ صفحہ ۵۰۹۔